

سید ابراہیم ٹھٹھوی کی شرح مخزن الاسرار کا تنقیدی جائزہ

ڈاکٹر محمد ناصر

صدر شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

تہمینہ اکبر

پی ایچ ڈی سکالر (فارسی) پنجاب یونیورسٹی، لاہور

CRITICAL ANALYSIS OF COMMENTARY ON MAKHZAN-UL-ASRAR BY SYED IBRAHIM THATHWI

Muhammad Nasir, PhD
Chairman Department of Persian
University of the Punjab, Lahore

Tehmina Akbar
PhD Scholar (Persian)
Department of Persian, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Makhzan-ul-Asrar is the first and the foremost of the Khamsa-Five narrative poems- of Nizami Ganjwi. Makhzan-ul-Asrar, one of the most illustrious and outstanding elegant mystic poems in Persian, has both perfection of language and grandeur of thought. This poem was widely appreciated and warmly welcomed in literary and mystic circles of the Subcontinent, especially during the reign of great Mughals. Syed Ibrahim bin Ismail Thathwi-a Qazi and Mufti of Shah Jahan's period, wrote a significant commentary on Makhzan-ul-Asrar in 1628 AD-1037 AH. Its nineteen handwritten manuscripts are available in Pakistan, and three of which are kept saved in the Central Library of Punjab University, Lahore. These three important manuscripts are being introduced in this research paper.

Keywords:

مخزن الاسرار، نظامی گنجوی، سید ابراہیم ٹھٹھوی، شروع مخزن الاسرار، شبہ قارہ، سندھ

فارسی ادب کے نام ور شاعر اور مقبول داستان گو حکیم نظامی گنجوی (۱۱۴۱-۱۲۰۹ء) (۱) مثنوی نگاری کے میدان میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ”ان کی غیر فانی شہرت کا سرمایہ خمسہ یا پنج گنج ہے۔“ (بدخشانی، ۳۸۹) نظامی گنجوی نے ان پانچ مثنویوں (۲) میں رزم و بزم، تصوف و عرفان، عشق و اخلاق اور منطق و فلسفہ جیسے رنگارنگ موضوعات کو حد درجہ سادگی و روانی سے بیان کر کے داستان گوئی کی سنہری روایت کو اوج کمال تک پہنچا دیا، نیز یہ مثنویاں متوسطین اور متاخرین کے لیے بھی قابل تقلید اور مشعل راہ ثابت ہوئیں۔ (۳) نظامی ایک ایسا سخن سرا ہے جسے اپنی عظمت کا بخوبی احساس ہے۔ (۴) ایران اور برصغیر پاک و ہند کے بعض نام ور فارسی شعرا نے نہ صرف خمسہ نظامی بالخصوص مخزن الاسرار کی تقلید میں مثنویاں تخلیق کیں بل کہ ان کے گراں قدر تراجم بھی کیے اور عوام الناس کی تفہیم کے لیے اس کی شرحیں بھی لکھیں۔ (۵)

مخزن الاسرار، خمسہ نظامی کی اولین اور بوجہ اہم ترین مثنوی، بیس مقالات پر مشتمل ہے۔ مثنوی کے بنیادی موضوعات پند و موعظت اور تصوف و عرفان ہیں۔ ۱۲۲۶۰ شعرا پر مشتمل یہ عظیم الشان شعری کاوش تقریباً ۵۷۰ھ میں مکمل ہوئی (جوینی، مقدمہ، ۱۰) اور آذربائیجان کے حاکم وقت نخرالدین بہرام شاہ بن داؤد کی خدمت میں پیش کی گئی۔ (صفا، ۵۲۸) یہ مثنوی بحر سربع مطوی موقوف (مفتعلن مفتعلن فاعلان) میں لکھی گئی۔ (احمد، ظہور الدین، الف، ۹۳)

مثنوی مخزن الاسرار میں آفرینش کائنات، تخلیق حضرت آدم، احوال روزگار، بے ثباتی عالم، تصور آخرت، فضیلت توبہ و استغفار، عدل و انصاف سے رُو گردانی کے نتائج اور منافقین سے دُوری کی ضرورت جیسے نہایت اہم موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس مثنوی میں نظامی گنجوی موضوعات کے اعتبار سے اگرچہ کسی حد تک حکیم سنائی غزنوی (۱۰۸۰-۱۱۳۱ء) کے مقلد نظر آتے ہیں لیکن مخزن الاسرار کی نمایاں ترین خصوصیت زبان کی حد درجہ تازگی اور شعری اصطلاحات کی جدت ہے۔ (۶) نظامی گنجوی اس نوعیت کی حکیمانہ اور تمثیلی حکایات کو منظوم کرنے والے پہلے شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔

مخزن الاسرار کا دل کش اسلوب اور حساس موضوع ہمیشہ ہی سے فارسی زبان و ادب اور متصوفانہ شاعری سے دل چسپی رکھنے والوں کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ نظامی گنجوی کی غموض بیانی اور رموز زبانی کے باعث اصل مطالب تک رسائی عام فہم قارئین کے لیے ایک دشوار امر تھا، پس ان پیچیدہ اسرار و رموز کی گہری کھولنے اور مشکلات کو رفع کرنے کی غرض سے ایران کے ساتھ ساتھ برصغیر میں بھی اس مثنوی کی شرحیں لکھنے پر گہری توجہ دی گئی۔ اس ضمن میں جیٹہ تحریر میں لائی جانے والی چند ایک شرحیں مندرجہ ذیل ہیں: (۷)

شرح مخزن الاسرار از محمد بن قوام بن رستم بن احمد بلخی

فیروز شاہ تغلق (۱۳۰۹-۱۳۸۸ء) (دوران حکومت: ۱۳۵۱-۱۳۸۸ء) کے عہد میں محمد بن قوام بن رستم بن احمد بلخی نے مخزن الاسرار کی شرح لکھی جو مطبع نول کشور کے زیر اہتمام ”ظہور الاسرار فی شرح مخزن الاسرار“ کے عنوان سے منظر عام پر آئی۔ (نذیر احمد، ۲۹۶) اس اہم شرح کی جدید انداز میں تصحیح و تدوین ہنوز تشنہ تکمیل ہے۔ اس شرح کے قلمی نسخوں میں سے بانیس پاکستان، دو برطانیہ، ایک ایک ایران اور ازبکستان کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ (نذیر احمد، ۲۹۶)

شرح مخزن الاسرار از عبد الحمید

قاضی رفیع الدین کے بھائی عبد الحمید نے بھی مخزن الاسرار کی شرح لکھی جو روس کے شہر سینٹ پیٹرز برگ (سابقہ لنین گراڈ) کی ادبی اکادمی کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ (منزوی، ج ۱۲، ۱۲۵۵ء)

شرح مخزن الاسرار از عبد العزیز بن حسن بن طاہر جوینی

عبد العزیز بن حسن بن طاہر جوینی (متوفی ۹۷۵ھ) نے بھی مثنوی مخزن الاسرار کی شرح لکھی جو کتب خانہ آصفیہ میں شمارہ ۱۳۰۱ کے تحت محفوظ ہے۔ یہ قلمی نسخہ ۱۱۰۱ھ میں مکمل ہوا۔ (منزوی، ج ۲، ۱۲۵۶ء)

شرح مخزن الاسرار از محمد بن لاد دہلوی

ہندوستان کے ایک ادب دوست اور شعر شناس دانش ور محمد بن لاد دہلوی نے دسویں صدی ہجری میں مخزن الاسرار کی شرح لکھی۔

شرح مخزن الاسرار از عبد العزیز بن فخر الدین سہروردی جوینی

برصغیر پاک و ہند کے ایک اہم ادیب اور فارسی نویس عبد العزیز بن فخر الدین سہروردی جوینی نے گیارہویں صدی ہجری / سترہویں صدی عیسوی میں مخزن الاسرار کی شرح لکھی۔ اس شرح کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں شمارہ ۱۳۵۱ کے تحت محفوظ ہے جو ۱۱۵۹ھ میں لکھا گیا ہے۔ (انوشہ، جلد چہارم، ۲۵۲ء)

مفتاح المخزن از محمد حبیب اللہ بن عبد الحفیظ ہاشمی حسنی ملتان ثم لاہوری

مخزن الاسرار کی یہ شرح مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر (۱۶۱۸-۱۷۰۷ء) کے دور حکومت (۱۶۵۸-۱۷۰۷ء) میں برصغیر پاک و ہند کے عالم و فاضل فارسی نویس محمد حبیب اللہ بن عبد الحفیظ ہاشمی حسنی ملتان ثم لاہور نے لکھی۔ اگرچہ یہ مخزن الاسرار کی کامل شرح نہیں ہے۔ (احمد، ظہور الدین، ب، ۵۴۶ء)

شرح مخزن الاسرار از عبرت دماوندی

محمد بن محمد صالح نصر اللہ دماوندی ملقب بہ عبرت دماوندی نے بارہویں صدی ہجری میں مخزن الاسرار کی شرح تحریر کی۔ (نوشتہ، جلد پنجم، ۵۰۹-۵۱۵)

شرح مخزن الاسرار از محمد رضا ملتانی

محمد رضا ملتانی نے بھی مخزن الاسرار کی شرح لکھی۔ اس فاضل شخص کے بارے میں سیر حاصل معلومات نہیں ملتیں۔ (دیکھیے: بخش منظومہ، منزوی، ص ۱۶۶۳)

شرح مخزن الاسرار از قاضی ابراہیم بن اسماعیل ٹھٹھوی

قاضی ابراہیم بن اسماعیل ٹھٹھوی نے اپنے دوستوں کے اصرار پر مثنوی مخزن الاسرار کی شرح فارسی زبان میں تحریر کی جو سال ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷-۱۶۲۸ء میں مکمل ہوئی۔ یہ اہم شرح حاکم سندھ یوسف محمد خان (دوران حکومت: ۱۰۴۱-۱۰۴۹ھ / ۱۶۳۱-۱۶۳۹ء) کو پیش کی گئی۔ (نوشتہ، جلد چہارم، بخش یکم، ص ۴۹)

قاضی ابراہیم بن اسماعیل ٹھٹھوی نے علم و فضل اور فہم و فراست کی بنا پر مغل فرماں روا شاہ جہاں (پیدائش ۱۵۹۲-وفات ۱۶۶۶ء) (دوران حکومت: ۱۶۲۸-۱۶۵۸ء) کے دربار میں اہم مقام حاصل کیا۔ بعد ازاں وہ شاہ جہاں کے بڑے بیٹے شہزادہ داراشکوہ (۱۶۱۵-۱۶۵۹ء) کے ندمائے خاص میں شامل ہو گئے۔ انھوں نے ایک عرصے تک شاہ جہاں کے لشکر میں قاضی اور مفتی کے فرائض بھی سرانجام دیے اور بالآخر ٹھٹھے کے امین الملک کے منصب پر فائز ہوئے اور وہاں کے سردار کی معاونت سے انتظامی امور سرانجام دینے لگے۔ (نوشتہ، جلد چہارم، بخش یکم، ص ۵۰)

قاضی ابراہیم ٹھٹھوی ایک صاحب علم شخص تھے۔ انھوں نے متعدد آثار تخلیق کیے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

- لطائف الاخبار فی سیر النبی المختار (فارسی) (پیغمبر اسلام کے احوال سے متعلق)
- ترجمہ غنیمتہ الطالین اثر شیخ عبدالقادر گیلانی (فارسی) یہ کتاب داراشکوہ کی خدمت میں پیش کی گئی۔
- شرح مخزن الاسرار (فارسی) یہ تحریر سندھ کے حاکم یوسف محمد خان کی خدمت میں پیش کی گئی۔
- انہار الاسرار، شرح بوستان سعدی (فارسی) (احمد، ظہور الدین، ب، ص ۵۳۶)

مثنوی مخزن الاسرار کی اس جامع شرح کے انیس قلمی نسخے پاکستان کے مختلف شہروں کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

- ۱۔ اسلام آباد، کتب خانہ گنج بخش، شمارہ ۱۶۹۰، خط نستعلیق، تاریخ کتابت: بارہویں صدی ہجری قمری (ص ۱۶۶۱)

- ۲۔ اسلام آباد، کتب خانہ گنج بخش، شمارہ ۸۹۳۴، خط نستعلیق، نہایت پختہ، نور شاہ، تاریخ کتابت: ۱۲۳۱ھ۔ ق، ۱۲۸ برگ
- ۳۔ بلوچستان، مستونگ، شمس آباد، میرزا عبدالقیوم، خط نسخ و نستعلیق، پختہ، تاریخ کتابت: گیارہویں صدی ہجری قمری، آغاز و بیباچہ محفوظ نہیں۔ ۳۴۰ ص۔
- ۴۔ پشاور، دانش گاہ، اسلامیہ کالج، شمارہ ۱۸۱۱، خط نستعلیق، شکستہ آمیز، حافظ غلام حبیب ولد غلام جیلانی صاحب، تاریخ کتابت: ۱۲۵۳ ہجری قمری، ۱۹۷ ص
- ۵۔ چنیوٹ، جھنگ، ملک آباد، مولانا محمد اکرم، خط نستعلیق، تاریخ کتابت: ۱۳۱۰ ہجری قمری، ۸۸ ص
- ۶۔ حیدرآباد، سندھ صوبائی میوزیم، شمارہ P۹۰۲، خط نستعلیق، تاریخ کتابت: نامعلوم، ۲۲۳ ص
- ۷۔ شکارپور، گڑھی یاسین، مولانا محمد ابراہیم ناظم، یاسینی، خط نستعلیق عمدہ، محمد اکرم، تاریخ کتابت: ۱۲۵۴ ہجری قمری، ۲۲۲ ص ۶۱
- ۸۔ فیصل آباد، پیپلز کالونی، کتب خانہ مجاہد اسلام، خط نستعلیق، تاریخ کتابت: ۱۲۶۶ ہجری قمری، ۱۴۲ برگ۔ (منزوی، جلد ہفتم، ص ۸۲)
- ۹۔ کتب خانہ آصفیہ، شمارہ ۱۸۳، خط نستعلیق صاف، تاریخ کتابت: ۱۰۶۸ ہجری قمری، ۷۵ برگ ۵۸
- ۱۰۔ کراچی، نیشنل میوزیم، شمارہ: N.M1959 1/122، خط نستعلیق خوش، کاتب: محمد نصیر بن سلطان بن عبداللطیف قریشی سفیانی۔ تاریخ کتابت: ۱۰۹۶ ہجری قمری (منزوی، جلد سوم، ص ۱۶۶)
- ۱۱۔ کتب خانہ مجلس شورای اسلامی، ش: ۴۸۱۴، خط نستعلیق، کاتب: عبدالجید، تاریخ کتابت: ۱۰۹۷ ہجری قمری، ۱۵۵ برگ (نوشاہی، ص ۱۲۵۶)
- ۱۲۔ کراچی، استاد پیر حسام الدین راشدی، خط: نستعلیق، تاریخ کتابت: ۱۲۸۵ھ، ۴۱۰ ص
- ۱۳۔ لاہور، پنجاب پبلک لائبریری، شمارہ ۴۵، ۸۷۱، مخزن ابراہیم، خط نستعلیق، تاریخ کتابت: ۱۱۲۳ ہجری قمری، پادشاہی اورنگ زیب، بادشاہ پانچ نثری، ۲۵۱ برگ
- ۱۴۔ لاہور، نکلسن روڈ، خلیل الرحمان داؤدی، خط: نستعلیق، تاریخ کتابت: ۱۲ھ۔ ق، ۱۵۶ برگ
- ۱۵۔ لاہور، محمد شفیع، ش: ۲۸۶/۳۵۱، خط: نستعلیق، تاریخ کتابت: سده ۱۲ھ۔ ق ۱۱۱ برگ ۶۳ (منزوی: ج: ۳ ص ۱۶۶۲)
- ۱۶۔ لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ش: ۱۰۷ PiVI ۲۸۵۶، خط: شکستہ، تاریخ کتابت: سده ۱۲ھ۔ ق، ۱۲۷ برگ
- ۱۷۔ لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ش: PiVI ۲۰۹۱۵، خط: شکستہ آمیز، تاریخ کتابت: سده ۱۲ھ۔ ق، ۱۱۵ برگ

۱۸۔ لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ش: ۱۰۵۲/۳۱۰۴، کاتب: حسین ولد میان بخش، تاریخ کتابت: ۱۲۷۰ھ، ۱۲۶ برگ

۱۹۔ وہاڑی، میلسی، سردار جھنڈیر، خط: نستعلیق، در شہر ملکین زیر حکم شیر محمد افغان، تاریخ کتابت: ۱۲۴۵ھ۔ ق دیباچہ ندارد۔

مذکورہ شرح کے تین قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی لاہور کے مرکزی کتب خانے میں محفوظ ہیں۔
(منزوی، ص ۱۶۶۰) جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

قلمی نسخہ اول کی تفصیلات

شمارہ: ۲۸۵۶Pi Vi ۱۰۷C

اوراق: ۱۲۷ برگ خط: شکستہ

ورق کا سائز: ۱۸*۱۰.۵cm متن کا سائز: ۱۵*۸.۵cm

سال کتابت: ۱۲ھ (عبداللہ ۱۶۶:۲)

قلمی نسخہ دوم کی تفصیلات

شمارہ: ۲۰۹API VI ۱۵

اوراق: ۱۱۵ برگ خط: شکستہ آمیز

ورق کا سائز: ۲۵.۵*۱۸cm متن کا سائز: ۲۰.۵*۱۰.۵cm

سطور: ۱۷ سال کتابت: ۱۷ اذیقعدہ ۱۲۰۱ھ (عبداللہ ۱۶۵:۲)

قلمی نسخہ سوم کی تفصیلات

شمارہ: ۱۰۵۲Acc no ۳۱۰۴

اوراق: ۱۲۶ خط: نستعلیق

ورق کا سائز: ۲۶.۵*۱۹cm متن کا سائز: ۱۹*۱۲cm

سطور: ۱۷ سال کتابت: ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۷۰ھ (ٹھٹھوی، ۱۲۶، ۳)

شرح کا آغاز دیباچے سے ہوتا ہے جو کچھ یوں ہے:

آغاز دیباچہ: نسخہ اول

حمد بید و شکر بہ بعد، مر خداوندی را سزد کہ بی کینہ انسان را محزون اسرار...
مطلع...

آغاز دیباچہ: نسخہ دوم

شکر بجد و سپاس بہ بعد حکیمی راسزد کہ بہ مقتضای حکمت بالغہ و قدرت کاملہ لسان انسان را کلید مخزن اسرار نبی ساخت.

آغاز شرح:

ہست کلید در گنج؛

مراد از گنج حکیم، کتاب حمید و قرآن مجید است کہ گنج لطایف جواہر ارکان و مذاہب۔

(منزوی، ۱۶۶۰)

شرح مخزن الاسرار از سید ابراہیم ٹھٹھوی کی نمایاں خصوصیات

شارح نے مخزن الاسرار کے اشعار کی تشریح میں جا بجا آیات قرآنی اور احادیث نبوی کو بطور

سند پیش کیا ہے۔

مثالیں:

مبدع ہر چشمہ کہ جو دیش ہست مخترع ہر چہ وجودیش ہست

الابداع والاختراع آفریدن بہ مدتی و مادہ و مراد از چشمہ کہ وجودش ہست، موجود عام النفع است، مثل افلاک و عناصر و ہر چہ وجودیش ہست، موجود مطلق و این تعمیم است، بعد تخصیص، و اختیار لفظ ابداع در اول، و اختراع در ثانی برای تفنن عبارت است و گاہ باشد کہ یکی را بہ آفریدن بہ مدت و دیگری را بہ آفریدن بہ مادہ تخصیص کنند؛ یعنی آن خداوند آفرینندہ موجودات عام النفع و آفرینندہ مطلق موجود باشد، بہ آنکہ محتاج بہ مدتی و مادہ باشد، و آنچہ از آیت اللہ: اللہ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (۸) و حدیث قدسی حَمَرْتُ طِينَةَ آدَمَ بِنَدَى اربعین صَبَاحاً (۹) مفہوم می گردد، از مدت و مادہ

براحتیاج محمول نیست، بلکہ مبنی بر حکم و مصالح است. (ٹھٹھوی، ج، برگ ۷)

داغ نہ ناصیہ داران پاک تاج وہ تخت نشینان خاک

مراد از ناصیہ داران پاک، اہل سجود؛ و از داغ ناصیہ ایشان، بہ سیماکہ بہ مقتضای سیمائہم

فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ (۱۰) ... و از تخت خاک و خاکساران خاکی کہ بہ مقتضای إِنَّا

عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ الْا (۱۱) ... (ٹھٹھوی، ج، برگ ۸)

پرورش آموز درون پروران روز بر آرنده روزی خواران

درون پروران گروہی مرتاض کہ وجہ ہمت ایشان پرورش گفته، ناطقہ و تکمیل روح است؛ و

روزی خواران، جمیع حیوانات؛ بر آوردن روز، کنایت از امان ساختن اسباب معاش است. قال اللہ تعالیٰ:

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا، وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (۱۲) یعنی آن خداوند تربیت باطن آموزندہ است،

اہل ریاضت را آمادہ کنندہ است، معاش حیوانات را حسن آرای مطلب بر مستبصر مخفی نیست۔
(ٹھٹھوی، ج، برگ ۸)

کشکش ہرچہ دروزندگی است پیش خداوندی او بندگی است
اشارت بہ سبقت قضا و قدر و ارادۃ الہی، جمیع افعال و حرکات و سایر آنچه از اصل حیات صادر
بود، وقال اللہ تعالیٰ: مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا (۱۳) (ٹھٹھوی، ب، برگ ۶)
قبلہ نہ چرخ بہ کویت دراست عجبہر شش روزہ بہ مویت دراست
یعنی نہ چرخ روی امید بہ کوی تو دارند۔ قال اللہ تعالیٰ: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ (۱۴)
واعتبار و اعتداد شش روز کہ مدت آفرینش عالم است، منظوی در موی تست، ای بہ کوی تو برای شرف
شش روز عالم پسند است۔ (ٹھٹھوی، ب، ۱۵)

فاتحہ فکر و ختم سخن نام خدای است براو ختم کن
الفاتحہ: گشایندہ؛ و الختم: تمام کردن، و بہ معنی تمام کنندہ نیز آمدہ است؛ و در این مقام، ختم اول
بہ مقام ثانی است، و ثانی بہ معنی اول؛ یعنی گشایندہ فکر و بہ تمامیت رسانندہ سخن کہ نتیجہ فکر است؛ نام خدای
است، و این صفت را بر همان نام ختم کن، و اما آن کہ فاتحہ فکر است، بنا بر آن است کہ نام شریف الہی
گشایندہ ہر مشکل است، عقلی و حسی، و آن کہ تمام کنندہ سخن است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام: کُلُّ اَمْرِ
ذی بال لم یبدأ فیہ بسم اللہ فهو اَبْتَر (۱۵) (ٹھٹھوی، ب، ۳)
نام تو بر خاتم جان ہا کلین ذات جلال تو منزہ ز کلین
تشبیہ جان بہ خاتم، تلخیص است، بہ حدیث: قلب المؤمن بین أصبعین من اصابع الرحمن و
جلال (۱۶) چون عبارت از صفات قہری است، و قہر متفرع بہ کلین می باشد، و آن خداوند از کلین و
انتقام منزہ است۔ بنا بر این فرمودہ کہ ذات جلال او تعالیٰ مبرّ او منزہ است۔ (ٹھٹھوی، ب، ۱۰)
منتقدین کے اشعار سے استفادہ:

مذکورہ شرح میں استاد الشعراء شیخ سعدی شیرازی (۱۲۱۰-۱۲۹۱ء) (۶۰۷-۶۹۰ھ) اور
لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی (۱۳۱۵-۱۳۹۰ء) (۷۲۷-۷۹۲ھ) کے اشعار سے بھی استفادہ کیا
ہے۔ مثلاً:

لعل طراز کمر آفتاب حلدہ گر خاک حلی بند آب

کمر آفتاب کوہ و منطقہ فلک کہ آفتاب بر آن دور کند کذافی ادات الفضلاء و حُلْمہ نوعی از ملبوسات است، و حلّی آب اشکال کہ از حرکت باد و بر سطح خاک پدید آید یا جواهری کہ از آب مسکون شود یا صورتی کہ بر نطفہ فایض شود:

دهد نطفہ را صورتی چون پری کہ کرده است بر آب صورت گری؟ (۱۷)

(ٹھٹھوی ج، برگ ۸)

سایہ نداری تو کہ نور مہمی رو تو کہ کوہ سایہ نور اللہی

مہ بکسر میم بزرگ یعنی سایہ بہ سبب آن نداری کہ نور بزرگی و نور بزرگ قانع سایہ است، سایہ جہان باشد... مثل اضافت روح اللہ و بیت اللہ و بہ ثبوت پیوستہ است کہ جسم روحانی آن محبوب سبحانی صلعم بہ مثابہ نورانی بود کہ ہر گاہ در آفتاب یاد ماہتاب رفتہ، سایہ او ظاہر نشدی، و آنچه نور در بعضی احادیث وارد شدہ است کہ آن سرور صلعم درد عاز حضرت حق برای اعضای و جہات خود نور خواستی و در آفت گفتی: اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي نُورًا مَوِيدًا اَيْنَ مَقَالٍ اسْتِ و نِعْمَ مَا قِيلَ:

چشمش نداشت سایہ الحق چنین سزد زیرا کہ بود جوہر پاکش ز نور حق (ٹھٹھوی ج، برگ ۳۲)

سید ابراہیم ٹھٹھوی چونکہ عالم و فاضل اور مفتی و قاضی بھی تھے، پس عربی زبان پر بھی دسترس رکھتے تھے۔ غالباً اسی بنا پر زیر نظر شرح میں عربی الفاظ و اقوال بھی بکثرت دکھائی دیتے ہیں مثلاً:

زین دوسہ چیز کہ بر افلاک زد ہفت گرہ بر کمر خاک زد

چیز ہر چہ مدور باشد و مراد از ہر سہ چیز در این مقام دو ایرافلاک است... چنانچہ در علم فلسفہ بشر است... چون مرکز زمین من جمیع آن جوانب با فلاک یک وضع دارد، بنا بر آن بہ تعارض جدائی ہا از اطراف معلق ماندہ است. (ٹھٹھوی ج، ۱۰)

زہرہ میخ از دل درگشاہ چشمہ نخضر از لب نخضر گشاہ

مراد از دل دریا است و از چشمہ نخضر، چشمہ آب حیات است و چشمہ نخضر برای آن گفتہ کہ آب حیات نصیب او شدہ بود، و گشاہ زہرہ میخ از دل دریا کنایت از ابر ساختن اوست، از آب دریا، چہ آب ابر را از بخارات دریا است، و چشمہ نخضر را گشاہ کنایت است از آنکہ چشمہ رادر میان سبزہ زار آفریدہ است. چہ خاصیت آب حیات آن است کہ بر زمینی کہ برسد، آن را سبز سازد، یعنی آن خداوند تعالی جل و جلالہ بہ قدرت خود ابر را از آب دریا زہرہ فراخ کردہ است. ای آب بسیار از بخارات دریا بہ او موہبت کردہ است، و چشمہ آب حیات رادر میان سبزہ زار آفریدہ است، و در بعضی کتب بہ نظر آمدہ است کہ ابر حیوان است با خرطوم، و ہر گاہ اربعہ منفصل علی الاطلاق بہ سقی و احیاء قطعہ زمینی کرد و فرمان صادر شود.

(ٹھٹھوی ج، ب، ۷)

سید ابراہیم ٹھٹھوی نے شرح لکھتے ہوئے مخزن الاسرار میں استعمال شدہ صناعات ادباً تشبیہ، استعارہ کنایہ، تلمیح، تجنیس وغیرہ کی نشان دہی کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی وضاحت بھی پیش کی ہے۔ مثلاً:

در ہوس این دوسہ ویراندہ کار فلک بود گرہ در گرہ

تا نگشا دین گرہ و ہم سوز زلف شب ایمن نشد از دست روز

دوسہ ویراندہ کنایت از ہفت اقلیم است و گرہ و ہم سوز گرہ مشکل کشایی، گویا کہ وہم از تو ہم حل خود می سوزد، و از غایت صعوبت حل و زلف شب اضافت بیانیہ است، و دست روز از استعارہ تخیلی یعنی روز را تشبیہ بہ صاحب دست نموده است، بعدہ دست را برای اوثاق کردہ است، و مقصد شیخ علیہ الرحمہ آن است کہ فلک بہ اعتبار اقتضای اودارد، و ایجاز و انتظام اشیا را چنانکہ مقصد دہر است، پیش از این انتظام این اقلیم در ہوس آباد این دوسہ ویراندہ. (ٹھٹھوی، ب، ۷)

زلف زمین در بر عالم کند خال عصی بر رخ آدم کند

شب را کہ سایہ زمین است، در وقت غروب آفتاب از سطح زمین شکل مخروطی تا فلک قمر مرتفع بودہ، بہ زلف زمین تشبیہ نمودہ است، و عصیان آدم را بہ سبب تیرگی احوال کہ نتیجہ آن است، بہ خاک رخ آدم یعنی آن خداوند تعالیٰ چہ آفرینندہ سیاہی صورت است. (ٹھٹھوی، ب، ۹)

عقل بسیار خوری کم شود دل چو سپر غم سر غم شود

سپر غم گل ریحان و سر غم ثانی بہ اضافت سپر غم یعنی از بسیار خوری عقل ناقص شود کہ اول مثل گل ریحان است، سپر زخم غم شود، در این بیت اشارت است بہ قول حکیمانہ کثرت الاکل لورث نقصان العقل و صنعت تجنیس پوشیدہ نیست. (ٹھٹھوی، الف، ۱۲۰)

منزل شب را تو در از آوری روز فرورفتہ تو باز آوری

مصراع اول تلمیح، بہ سبب معراج آن سرور است، و ثانی بہ واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کہ بہ تماشای اسبان بحری روز بہ آخر آورد، چون بعد از تنبیہ مقرون شد۔ حق تعالیٰ آفتاب را راجع کرد، عبادت را بہ وقت ادا نمودہ باشد کہ روز فرورفتہ باز آوردن کنایت از دراز ساختن روز باشد، بعد از کوتاہی و ہمچنین مصراع اول از دراز ساختن شب باشد کہ گاہی از روز کاہیدہ در شب می افزاید، و گاہی از شب کاہیدہ بہ روز می افزاید. تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ (۱۸) (ٹھٹھوی، ج، ۱۵)

علم آدم صفت پاک اوست خمر طنیت شرف خاک اوست

تلمیح بہ آیت علم آدم الاسماء و حدیث قدسی خمر طنیت آدم، حاصل کلام آنکہ اظہار فضل ذاتی و صفاتی آدم است. (ٹھٹھوی، ب، ۷۹)

آن بہ خلافت علم آراستہ چون علم افتادہ و بر خاستہ

تلمیح است به آیت جاعل فی الارض خلیفه و افتادن و از خاستن بر آن ست آدم که دانه خود دانست و قبولیت توبه او توان او بود که مراد از افتادن و برخاستن، افتادن قالب او باشد، پیش از دمیدن روح و برخاستن او بعد از دمیدن آن. (ٹھٹھوی، ب، ۷۳)

یوسف از آن چاه عیانی ندید جز رس و دولو نشانی ندید

چون یوسف علیہ السلام از چاه کنعان بر تخت مملکت مصر نشست، درین مقام قبول مذکور را چاه تجتیل نموده می فرماید که یوسف علیہ السلام از این چاه چیزی اشکال ندید، و به جز رس و دولو نشانی مشاهده ننموده، و رس و دولو کنایت از اسباب بیرون آمدن از چاه است، یعنی در خود غیر از اسباب خارج شدن از قعر چاه مذکور مشاهده ننمود، لاجرم هوس حصول نکرد. (ٹھٹھوی، ج، ۳۸)

خضر عنان زین سفر خشک تافت دامن خود تر شده چشمه یافت

سفر خشک را سفری که به مراد نرساند و درین مقام قبول مذکور را سفر خشک تصور کرده، به اعتبار آنکه طلبگران را به دعا نرساند، و حصول آن امر و نبی است به کسی و مراد از چشمه، چشمه آب حیات است که خضر علیہ السلام از آن چشمه آب خورده، یعنی خضر قصد این سفر داشته، اما چون در اثنای سفر دامن او آلوده آب حیوان شده، طمع آب حیوان بر او غالب آمد، چنانچه از برای حیات دنیا از آن خورد، لہذا به واسطه عدم مناسبت عنان خود را از این سفر بر تافت. (ٹھٹھوی، الف، ۳۲)

سید ابراہیم ٹھٹھوی نے اس شرح کو لکھتے ہوئے مخزن الاسرار پر لکھی گئی دیگر شروع بالخصوص توام بلخی کفر کو مد نظر رکھا ہے۔ مثلاً:

غزہ نسرین نہ ز باد صباست کز اثر خاک تو آتش تو تیاست

غزہ در اصل لغت حرکت چشم و مراد از غزہ نسرین شگفتن نسرین است۔ در مدار الافاضل واقعہ است کہ غزہ نسرین شگفتن گل نسرین است، و گل نسرین چشم بہ درد آمدہ از غلبہ خون، را مفید است۔ چنانچہ در شرح محمد بلخی بدین معنی تصریح کردہ است، یعنی شگفتن نسرین کہ از خاصیت توتیابی نہ از باد صبا یافتہ است، بلکہ اثر لطف از اثر خاک واقعہ است۔ (ٹھٹھوی، ج، ۱۶)

شخہ نغوای ہر اسندگان چشمہ تدبیر شناسندگان

شخہ نگاہبان و نغوای سارلمی کہ انبوہ و مزاحم باشد و فریاد بسیار یکجا و مراد از آن لشکر شیاطین است و ہر اسندگان خایقان و شناسندگان عاقلان یعنی آن خداوند نگاہبان خایقان است، در لشکر شیاطین و چشمہ تدبیر است عاقلان را، یعنی مبداء فیض عاقلان است، و در بعضی شروع واقعہ است کہ لفظ تدبیر شناسندگان بہ قطع اضافت ہم توان خواند، و مجموع آن را از عاقلان کتابت باید داشت، اما مصراع اول مناسب نمی شود، چہ اینجا اضافت متعین است. (ٹھٹھوی، ب، ۶)

زیر نظر شرح میں طبایع الحیوان اور جوامع الحکایاتِ عوفی جیسی معتبر کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ مثلاً

آنکہ سرش زرکش سلطان کشید
وانکہ چوسیماب غم زر نخورد
باز پسین لقمہ ز آہن چشید
نقرہ شد و آہن سنجر نخورد

زرکش، پارچہ زرین و تختہ باسورخ ہا کہ تارہای زراز آن کشند، و مراد معنی اول است و سیماب را یکیمیاگران بہ اعمال غریبہ نقرہ سازند، و طلا مایل سیماب است، و سیماب غم زر نخورد، چہ مایل زر نباشد، و در جوامع الحکایات آورده کہ مردی تنگی از سیماب بر شتر داشت، و در شعاب جبل می گذشت، ناگهان شتر او بار را خطا کرد، و آن تنگ او بحری عمیق افتاد۔ چون آن مرد بی معاونت بدان بحر نتوانست فرود رفت، آن تنگ را ہانجا گذاشت۔ سالی دیگر ہمراہ قافلہ بدانجا رسید، و آن را محل نگاہ کرد، و دید کہ سیماب مذکور برق لامع در آنجای درخشید۔ مردم را بہ لطایف در آنجا فرستاد کہ آن سیماب را از آنجا کشیدند۔ نیک اندیشیدند، ریزہ ہای زر برابر قیمت آن بدان چسپیدہ بود۔ بدین سبب دانستند، در آن مقام معدن طلا بودہ است، و زر آنجا کہ مایل سیماب است، آن را بہ خود جذب کردہ، نگذاشت کہ متفرق و متلاشی گردد، و ریزہ ہای زر، زر معدن صعود کند، بدان متصل شد، و معنی کلام آن ست کہ خلعت زرکش سلطانی برکشید، وی شعر را در مدح سلاطین گفت، و خلعت زرکش یافت، آخر بند فرزندان نصیب خود یافت، و آنکہ میل زر در سر نداشتہ، مثل سیماب کہ طالب زر نیست، بلکہ زر طلبکار اوست۔ (ٹھٹھوی، ج، ۴۶)

از نومی انگور بود تو تیا
وز کھنی مار شود از دھا

مقرر است کہ سبزہ غورہ چون در چشم کشند، نور بصر افزاید، و گویند کہ در غورہ انگور مس حل کنند، و در چشم کشند و در طبایع الحیوان مذکور است کہ مار طویل العمری باشد، چون عمر او بہ ہزار سال رسد، از دھا گردد و او را دو دست و دو پا پدید آید۔ (ٹھٹھوی، الف، ۱۰۶)

سید ابرہیم ٹھٹھوی نے قاری کی سہولت کے لیے اضافی تفصیلات کو براہ راست اشعار کی شرح میں بیان کرنے سے گریز کیا ہے اور نہایت عمدہ انداز میں حاشیہ میں درج کیا ہے، جو شرح کی جامعیت کو برقرار رکھتے ہوئے قاری کے ابہام کو دور کرنے میں بھی کارگر ثابت ہوتی ہیں مثلاً مندرجہ ذیل شعر میں مساح کی تفصیل حاشیہ میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں :

خواجہ مساح و مسیحش غلام
آنت بشیر اینت مبشر بہ نام

المساح بسیار سیاحت کنندہ، و آن سرور را خواجہ مساح برای آن گفتہ کہ در شب معراج مساحت جملہ افلاک کردہ بود۔

حاشیہ: مساح یعنی بیابانہ، وخواجہ کاینات را بہ اعتبار سیر شب معراج مساح گفته، یعنی خواجہ سیر کنندہ است کہ مسیح غلام او است، تابع و پیروا، و معنی این است زہی و بشیر بروزن فعل است و فعلیل گاہی بہ معنی فاعل می آید، و گاہی بہ معنی مفعول. اینجا بہ معنی فاعل است، یعنی زہی بشارت دہندہ مومنان بہ بہشت و نعماء او، و مبشر مراد از حضرت عیسیٰ است کہ بہ نام آنحضرت بشارت داد و گفت رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد، ای می آید بعد از من، پیغمبری کہ نام او پاک احمد است، و اگر بشیر مراد از او داشته شود، بہ معنی بشارت دہندہ، مر مومنان را بہ بہشت و نعماء او در این صورت بشیر، بہ معنی مفعول خواهد بود، کہ ای مسیح، ای بشارت یافتہ شدہ از نعیم خود بہ نعم جاوید و جمعی دیگر مسیح لقب حضرت عیسیٰ است، و مسیح بہ معنی مالیدن و مساح بسیار مسح کنندہ، و حضرت عیسیٰ را مسح از برای آن گفته کہ بر ہر مریض و علیل کہ دست مالیدن ہا شفا بخشیدی. پس مصنف می گوید کہ آن سید الانبیاء بہ مرتبہ مساح بود کہ مسیح در پیش او مرتبہ غلام است۔ (ٹھٹھوی، الف، ۴)

سید ابراہیم ٹھٹھوی نے اس شرح کو لکھتے ہوئے مذہبی و تاریخی واقعات کو پیش نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ اہم شخصیات کے اقوال کو بھی حد درجہ موزوں انداز میں پیش کیا ہے۔ ”قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے حوالے بھی دیے ہیں، جو مع الحکایات اور طبایع الجیوان سے استفادہ کا ذکر بھی موجود ہے“ (احمد، ظہور الدین، الف، ص ۵۴۷) مثلاً:

چار علم رکن مسانی است
بچ دعا نوبت سلطانی است

چون در بیت سابق آنحضرت را بہ سایہ نور الہی کہ شعر بہ خلافت نماز کبری است گفتہ، در این بیت برای تکمیل این دعویٰ اعلام و نوبت کہ از رسوم خلفائی است، اثبات کردہ، و از جملہ بچ رکن اسلام صلوة را کہ بچ وقت مودی می شود، و نوبت سلطانی است، و چہر باقی را کہ ضروریات دین و اعلام و سلام است، چار علم تجلیل نمودہ، و تعبیر از دعا صلوة شایع است و علاقہ آنکہ صلوة بہ زبان اہل لغت مترادف دعا و بہ زبان اہل شرح ارکان مخصوصہ، و آنحضرت را کہ بہ سلطنت قرار دادہ، اثبات لوازم می کند،... چہر علم، چہر خلیفہ پیغمبر مراد باشد، و از بچ دعا بچ ارکان مخصوص، منقول است کہ بعد از واقعہ کربلا نوبتی یزید پلید امام علی اصغر بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما را در حال آنکہ بر درش نوبت می کوفتند، گفت کہ نوبت مرا می شنوی، نوبت پدرت چہ شد؟ امام فرمودہ: ”باش تا وقتش برسد، و چون مؤذن بانگ حی علی الصلوٰۃ برداشت، فرمود کہ نوبت پدرم این است، بشنو. یزید نجل و خذل گشت. (ٹھٹھوی، الف، ۲۷)

جام تو کیخسرو و وجشید ہش
ظل تو پروانہ خورشید کش

یعنی جام شراب تو کہ کیخسروی و جشیدی می آورد، و سایہ تو بہ حدی نورانی است کہ خورشید پروانگی آن نمودہ، و سایہ تو اورا چون شمع پروانہ را کشتہ است، و ذکر جام با کیخسرو و وجشید بہ اعتبار آن است

کہ جمشید احداث جام نمودہ، و کیخسرو جامی مشتعل بر خطوط ساختہ بود۔ چنانچہ منجمان از اصطرلاب
اوضاع کو اکب معلوم می نمایند، و از آن جام حوادث روزگار استنباط می کردند، چنانچہ در کتب تواریخ مسطور
است، و نسبت ہوش بہ جمشید برای آن است کہ او بادشاہی باہوش و بافرہنگ بودہ و اکثر قواعد جہاننداری
وضوابط بادشاہی نتیجہ رأی ممالک آرای اوست۔ (ٹھٹھوی، ب، ۳۷)

غرض یہ کہ ابراہیم ٹھٹھوی کی تصنیف کردہ شرح مخزن الاسرار کی تفہیم میں نہایت اہم مقام
رکھتی ہے۔ فاضل مصنف نے عالمانہ اسلوب اور ادبیانہ روش کو اپناتے ہوئے دقیق متصوفانہ اصطلاحات
اور عمیق عارفانہ نکات کی متاثر کن توضیحات بہ نحو احسن بیان کی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ دورِ حاضر کے
سے جدید انداز تحقیق کو اپناتے ہوئے صنائع بدائع کی شناخت کی طرف بھی توجہ مبذول کی ہے، بالخصوص
تشبیہات و استعارات و کنایات کی طرف اشارہ کرنے کے ساتھ ساتھ تقریباً تمام تمبیحات کو بھی تفصیل
سے بیان کیا ہے، جس کے نتیجے میں زیر نظر شرح کی ادبی اہمیت بھی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ علاوہ ازیں
استاد سخن سعدی شیرازی (۱۲۱۰-۱۲۹۱ء) اور لسان الغیب حافظ شیرازی (۱۳۱۵-۱۳۹۰ء) جیسے نام ور
شعرا کے دل کش اور معنی خیز اشعار بھی بطور سند پیش کیے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ قبل ازیں لکھی گئی
شرحوں کو بھی کسی حد تک پیش نظر رکھا گیا ہے۔



حواشی

- (۱) نظامی کا مکمل نام جمال الدین ابو محمد الیاس بن یوسف بن زکی بن مؤید ہے۔ جیسا کہ خود بیان کرتا ہے: گردش
پدرم بہ سنت جد یوسف، پسر زکی مؤید (نظامی، خمسہ، لیلیٰ و مجنون، بخش ۱۰، یاد کردن بعضی از گذشتگان خویش)
اس کی ماں کرد قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی۔ نظامی موجودہ زمانے کے ملک آذربائیجان کے شہر گنجر میں پیدا
ہوئے اور اسی اعتبار سے گنجوی کہلائے۔ تاریخ پیدائش ۵۳۰ھ سے ۵۳۲ھ کے درمیان قیاس کی جاتی ہے۔
تاریخ وفات کا تعین بھی ۵۹۹ھ سے ۶۰۲ھ کے درمیان کیا جاتا ہے۔ نظامی گنجوی متداولہ علوم عقلی و نقلی
میں دسترس رکھتے تھے اور علاوہ ازیں تصوف و عرفان سے بھی بہرہ ور تھے۔ فارسی و عربی زبانوں پر عبور
حاصل تھا۔ نیز ادبی علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ مزید تفصیلات کے لیے رجوع کریں: احمد،
ظہور الدین، الف، ص ۹۲
- (۲) خمسہ نظامی پانچ عظیم مثنویوں مخزن الاسرار، خسرو و شیرین، لیلیٰ و مجنون، ہفت پیکر اور اسکندر نامہ پر مشتمل
ہے۔ ان مثنویوں کے مجموعی اشعار کی تعداد ۲۸۰۰۰ کے لگ بھگ ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے رجوع
کریں: بدخشان، مرزا مقبول بیگ، صص ۳۸۹-۳۹۱
- (۳) برصغیر اور ایران کے کئی عظیم شعرا نے نظامی گنجوی کی پیروی میں خمسہ لکھا، جن میں طولی ہندامیر خسرو
(۱۲۵۳-۱۳۲۵ء) (مطلع الانوار، شیرین و خسرو، مجنون و لیلیٰ، ہشت بہشت، آئینہ اسکندری)، وحشی بافقی
(۱۵۸۳-۱۵۸۳ء) (مثنوی فرہاد و شیرین)، ملک الشعرا فیضی فیاضی (۱۵۳۷-۱۵۹۵ء) (سلیمان و بلقیس،
تل و دمن، ہفت کشور، مرکز ادوار، داستان گیتا)، عرفی شیرازی (۱۵۵۵-۱۵۹۱ء) (مثنوی شیرین و فرہاد)

اور کلاسیکی روایت کے خاتم الشعرا عبدالرحمان جامی (۱۳۱۴-۱۳۹۲ء) (تحفة الاحرار، یوسف وزلیخا، لیلیٰ و مجنون، خردنامہ اسکندری) جیسے نامور اہل سخن شامل ہیں۔ ان سبھی شعرا نے فن شعر گوئی اور داستان سرائی میں نظامی کی فضیلت کا اعتراف کیا ہے۔

(۴) نظامی نے خود شاعرانہ تعلق کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہے:

سخن چون گرفت استقامت بہ من اقامت کند تا قیامت بہ من
منم سرو پیرای باغ سخن بہ خدمت کمر بستہ چو سرو بن
(نظامی، خمسه، شرف نامہ، بخش ہفتم)

مزید کہتا ہے:

عاریت کس نہ پذیرفتہ ام آنچه دلم گفت، گو، گفتہ ام
(نظامی، خمسه، مخزن الاسرار، بخش ۱۲، در مقام و منزلت این نامہ)

(۵) بر صغیر میں مثنوی مخزن الاسرار کو اپنے دلنشین اسلوب اور پر مغز موضوع کے سبب بالخصوص جو غیر معمولی پذیرائی حاصل ہوئی، اس کی مثال ڈھونڈنا دشوار ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ فارسی میں اس موضوع کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر پی ایچ ڈی کی سطح پر ایک تحقیقی مقالہ بھی لکھا گیا، جو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد کے زیر اہتمام زیور طباعت سے بھی آراستہ ہو چکا ہے۔ رجوع کریں: انجم حمید، مخزن الاسرار نظامی گنجوی و استقبال مخزن الاسرار در شبہ قارہ

(۶) کلیات نظامی گنجوی تہران سے نامور ایرانی محقق وحید دستگردی کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے، جس کا مقدمہ خود وحید دستگردی ہی نے تحریر کیا ہے۔ نظامی گنجوی کے احوال و آثار اور شاعرانہ خصوصیات کو جاننے کے لیے رجوع کریں: نظامی گنجوی، کلیات بہ تصحیح وحید دستگردی

(۷) عظیم ایرانی محقق اور مخطوطات کے ماہر استاد احمد منزوی نے اسلام آباد میں اپنے ساہا سال پر محیط قیام کے دوران پاکستان میں فارسی مخطوطات کی ایک عظیم مشترکہ فہرست مرتب کی، جو متعدد جلدوں میں فہرست مشترکہ نسخہ ہائے خطی پاکستان کے زیر عنوان مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے۔ اسی فہرست میں زیر نظر شرح مثنوی مخزن الاسرار کے قلمی نسخوں کی تفصیلات بھی ملتی ہیں۔ رجوع کریں: منزوی، احمد، جلد سوم، صص ۱۶۵۹ تا ۱۶۶۵

(۸) سورۃ الاعراف، آیت ۵۴

(۹) مرصاد العباد: نجم الدین رازی، ص ۲۱۱ و ۲۱۵

(۱۰) سورۃ الفتح، آیت ۲۹

(۱۱) سورۃ الاحزاب، آیت ۷۲

(۱۲) سورۃ النباء، آیات ۱۰-۱۱

(۱۳) سورۃ ہود، آیت ۵۶

(۱۴) بحار الانوار: محمد باقر مجلسی، جلد ۱۵، ص ۲۸

(۱۵) عن أبي هريرة رضى الله عنه عن النبي صلى الله و عليه وسلم: كلُّ امرٍ ذى بال لم يُبدأ فيه بسم الله فهو أبتَر؛ ابن ماجه، ۱۸۹۴؛ ابوداؤد، ۳۸۴۰؛ والنسائي ۱۰۳۲۸ (ضعيف)

(۱۶) إن قلوب بني آدم كلها بين إصبعين من أصابع الرحمن؛ مسلم ۲۶۵۴

(۱۷) رجوع کریں: سعدی شیرازی، بوستان، در نیایش خداوند، سر آغاز، ص ۳۴

(۱۸) سورۃ آل عمران، آیت ۲۷

منابع

- احمد، ظہور الدین (الف) (۱۳۷۵ھ ش/ ۱۹۹۶ء) ایرانی ادب، مرکز تحقیقات ایران و پاکستان، اسلام آباد
- ایضاً (ب) (۱۹۷۳ء) پاکستان میں فارسی ادب کی تاریخ (عہد جہانگیر سے عہد اورنگ زیب تک) طبع دوم، مجلس ترقی ادب، لاہور
- انوشہ، حسن (الف) (۱۳۷۵ھ ش/ ۱۹۹۶ء) دانش نامہ ادب فارسی (ادب فارسی در شبہ قارہ) (ہند، پاکستان، بنگلادش)، سازمان چاپ و انتشارات وزارت فرهنگ و ارشاد اسلامی، کتاب خانہ ملی ایران، تہران
- ایضاً (ب) (۱۳۷۵ھ ش/ ۱۹۹۶ء) جلد چہارم، بخش کیم، سازمان چاپ و انتشارات وزارت فرهنگ و ارشاد اسلامی، کتاب خانہ ملی ایران، تہران
- ایضاً (ج) (۱۳۷۵ھ ش/ ۱۹۹۶ء) جلد چہارم، بخش دوم، سازمان چاپ و انتشارات وزارت فرهنگ و ارشاد اسلامی، کتاب خانہ ملی ایران، تہران
- ایضاً (د) (۱۳۷۵ھ ش/ ۱۹۹۶ء) جلد چہارم، بخش سوم، سازمان چاپ و انتشارات وزارت فرهنگ و ارشاد اسلامی، کتاب خانہ ملی ایران، تہران
- ایضاً (ه) (۱۳۷۵ھ ش/ ۱۹۹۶ء) جلد پنجم، سازمان چاپ و انتشارات وزارت فرهنگ و ارشاد اسلامی، کتاب خانہ ملی ایران، تہران
- بدخشانی، مرزا مقبول بیگ (۲۰۰۰ء) ادب نامہ ایران، ناشر آصف جاوید، مطبع العربیہ، لاہور
- ٹھٹھوی، سید ابراہیم بن اسماعیل (الف) شرح مخزن الاسرار، شمارہ ۱۰۷، pivi ۲۸۵۶ برگ ۱۲۰
- ایضاً (ب) شمارہ ۶۳۵۳، Api Vis Acc، برگ ۷۹
- ایضاً (ج) شمارہ ۴۱۰۴، Acc no ۱۰۵۲، برگ ۷۳
- جوینی، عزیز اللہ (۱۳۴۲ھ/ ۱۹۶۳ء) خلاصہ نمسہ حکیم نظامی گنجوی، انتشارات دانش گاہ تہران، تہران
- سعدی شیرازی (۱۳۷۲ھ ش/ ۱۹۹۳ء) بوستان، بہ تصحیح غلام حسین یوسفی، طبع چہارم، شرکت سہامی انتشارات خوارزمی، تہران
- شبلی نعمانی (۱۳۶۳ھ ش/ ۱۹۸۴ء) شعر العجم، جلد اول، دنیای کتاب، تہران
- صدیق شبلی، محمد ریاض (۲۰۱۱ء) فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ، سنگ میل، لاہور
- صفا، ذوق اللہ (۱۳۷۴ھ ش/ ۱۹۹۵ء) تاریخ، ادبیات و ادب ایران، جلد دوم، انتشارات فردوس، تہران
- مجلسی، محمد باقر (۱۲۰۳ھ ق) بحار الانوار الجامعہ لدرر اخبار الاممہ الاطہار، الطبعہ ثالثہ، بیروت
- منزوی، احمد (۱۳۶۳ھ ش/ ۱۹۸۴ء) فہرست نسخہ های خطی فارسی پاکستان، جلد سوم، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد
- نجم الدین رازی (۱۳۸۷ھ ش/ ۲۰۰۸ء) مرصاد العباد، بہ تصحیح عزیز اللہ علی زادہ، انتشارات فردوس، تہران
- نذیر احمد (۱۳۷۱ھ/ ۱۹۹۲ء) قد پارسی، جلد ہفتاد و نہم، بنیاد موقوفات محمود افشار، تہران
- نظامی گنجوی (۱۳۷۸ھ ش/ ۱۹۹۹ء) کلیات حکیم نظامی گنجوی، بہ تصحیح حسن وحید دستگردی، چاپ سوم، انتشارات تکمین، تہران
- نوشاہی، عارف (۱۳۶۵ھ ش/ ۱۹۸۶ء) فہرست کتابہای فارسی چاپ سنگی و کمیاب کتاب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

